

M.B. KHAN ARTIST LUCKNOW

[illegible]

منتخبات اودھ پنچ

جلد اوّل

علم و ادب کے حکیمانہ اور فلسفیانہ مضامین
کار تیپ [illegible] آمیز چیدہ چیدہ مضامین
کا بے بہا خزینہ [illegible] یعنی اودھ پنچ کی تصنیف
کے [illegible] صفحات پر مشتمل ہے قیمت فی جلد عہ
محصولڈاک اس کے علاوہ۔

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۳۱ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں یہ مجلدات
ظرائف علم و ادب و ظرافت اور سیاست سے مالا مال
ہیں ہر کتب خانہ میں محفوظ رہنا چاہئیں قیمت
فی جلد عہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔
خاص رعایت ۱۹۳۱ء کی جلد خریدنے والے
اصحاب کو منتخبات اودھ پنچ جلد اول قیمتی عہ
مفت نذر کی جائے گی۔

مجلدات سنین ماضیہ

۱۹۳۰ء اور اُسکے پیشتر کی بھی چند
جلدیں برائے فروخت موجود ہیں قیمت
فی جلد عہ محصول بذمہ خریدار

سوراجیہ آپ کے لیے بیکار ہے

اگر آپ بیکار ہیں اور ترقی کرنے کی قوت نہیں رکھتے کیونکہ ترقی [illegible] جو جانے [illegible] کر سکتے ہیں۔ آپ جلد ہی [illegible] مل [illegible] ہو [illegible] سے لیے [illegible] پیسی [illegible] کی [illegible] اسلام [illegible] کمزوری [illegible] حاصل کریں [illegible] تیار ہو جاتا قیمت فی [illegible] پانچ [illegible] ہیں [illegible] اسلام [illegible] کام [illegible] مفت [illegible]

ناشر: [illegible]

توجہ شرطے

(۱) اودھ پنچ [illegible] کی خبریں شامل نہیں ہوتیں [illegible] اور [illegible] مضامین نہیں ہوتے۔ اودھ پنچ بجائے [illegible] اور [illegible] کوشش نہیں کرتا۔ بلکہ ایک علمی [illegible] قابل [illegible] مطالعہ [illegible] تقلید [illegible] اودھ پنچ [illegible] ہے۔
(۲) قیمت کی [illegible] [illegible] اصلاحات [illegible] سال بھر [illegible] آپ کو [illegible] ہیں گے۔

(قواعد و ضوابط)

(۱) [illegible] اودھ پنچ [illegible] ہے۔
(۲) [illegible] ایک [illegible] رعایت کی جائے گی۔
[illegible] ضروری [illegible]
(۳) [illegible] سال [illegible] فائدہ اٹھائیں [illegible]
[illegible]
(۴) [illegible] اودھ پنچ [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]

[illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۱۷ نمبر ۷

مضامین

۲۶ر فروری ۱۹۳۲ء

غزل

(از حضرت ظریف لکھنوی)

برسر حال ہے بیان جگر ستم ایجادوں کا
شور ہوتا ہے فلک پر مری فریادوں کا
میری نیت بھی ہے توبہ کی جناب زاہد
صرف ہے کہ حسینوں کی بیدادوں کا
دیکھیے ایک صدی بعد ہو کیا رنگ جہاں
دور سائنس کا ہے شور ہے ایجادوں کا
کچھ نہ کچھ لاگ تو جوجی کے جلنے کے لیے
سلسلہ چند خوشی کی افتادوں کا
ہم حسینوں کو سمجھتے تھے نہایت ہی شریف
کام کرتے ہیں یہ کمبخت تو جلادوں کا
تیرے کوچہ کے سوا ہے ستم ایجاد نہیں
کہیں دنیا میں ٹھکانا ترے برباد وں کا
دیکھیے جبکہ وہ بیہودہ و گستاخ ہو کر
آپ کا گھر ہے کہ تکیہ کوئی آزادوں کا
پھر اگر عرض کروں گا تو شکایت ہوگی
ماحصل مجھ سے نہ پوچھو مری فریادوں کا
چمن سے بلبل ناشاد نشیمن پہ نہ بیٹھ
غول چھایا ہے تری تاک میں صیادوں کا
کیا عجب ہے کہ مرا نام ہو سب سے پہلے
گر ہو سب بعد حشر ترے ناشادوں کا
میں تو تک بند بھی اپنے کو نہیں کہہ سکتا
شاعری کام ہے اے حق بڑے استادوں کا

اشتہار خصوصی عالیہ نمبر ۲ سررشتہ تبدیلی صیغہ دیوانی عدالت العالیہ واقع ۲۲ ر اسفندار

نمبر مقدمہ ۳۰ ۱۳۴۱ ف

ڈگری ... دیوانی
بنام

محمد ولی احسن وغیرہ مدعا علیہم

بنام وسیع الحسن ولد ... قوم مسلمان ... سال پیشہ ملازمت ... سرکار

عظمت مدار مدعا علیہ نمبر ۲

مقدمہ صدر عنوان میں تمہارے نام کئی مرتبہ اطلاع ... جاری کیے گئے کہ تم تاریخ مقررہ پر حاضر ہوا کرو ... مقدمہ مذکورہ کے متعلق حاضر اجلاس ہو ... عدالت ہذا ... ہو کر بیروی ... لیکن ... تعمیل ... بذریعہ اشتہار ہذا تم کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بتاریخ ... سماعت ... حاضر اجلاس ہو۔ ورنہ تمہارے مقابلہ میں یکطرفہ کارروائی کی جائے گی پھر کوئی عذر تمہارا مسموع نہ ہوگا۔

دستخط
مہر عدالت

اطلاع نامہ بنام ورثا بنسبت تعین تاریخ سماعت درخواست دیوالہ

(دفعہ ۱۹ ایکٹ نمبر ۵ سنہ ۱۹۲۰ء)

بعدالت جناب ... صاحب ... بہادر اول تعلقہ ...
درخواست دیوالیہ نمبر ... سنہ ۱۹۳۲ء

مقدمہ ... قرار دیے جانے دیوالیہ مسمی ... ولد ... نام ... ساکن ... ضلع ... سائل

بنام ... وغیرہ ... صاحبان

مرگاہ مسمی ... سائل نے عدالت ہذا میں ... بذریعہ درخواست ... فروری ۱۹۳۲ء ... ۱۹۳۲ء ... دیوالیہ قرار دیا جاوے ... اطلاع دی جاتی ہے کہ عدالت نے ... مارچ ۱۹۳۲ء ... سماعت درخواست ... مقرر کی ہے ... اگر تم کو اس معاملہ میں پیروی کرنا ہو تو ... حاضر ہو۔

آج بتاریخ ... مارچ ۱۹۳۲ء میرے دستخط اور مہر عدالت ... جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم ...
مہر عدالت

غزل

(از جناب سید ... صاحب ...)

اڑ رہے ... ہر محفل میں ہنسی میری
نہ جانے کیسے ... کیوں شاعری میری
طلب کرنے لگے ... کی گھڑی میری
کھٹک آیا میں ... عاشقی میری
... لازم ہو
ہے ایسے عشق کو ... میری
... وصل میں شکل
... کو فارسی میری
... ہوئی ... سرکس کا
... بسنت ... میری
... جلتے ہیں
کسی کے ہوش سے ... میری
بھلا لگتا ہے کیا ... کا
صنم ہے ... طبیعت مشرقی میری
... حقیقت کا
... شاعری میری

کیا سرکار نظام کی پالیسی ہندوؤں کی مخالف ہے
چند حقیقتوں کا افشا

(از جناب ... صاحب ...)

کچھ دنوں سے ہندوستان کے اکثر ہندو اخبارات نے سرکار نظام کے طرز حکومت اور اس کی پالیسی کے بدنام اور مطعون کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ اور پبلک کو اس غلط فہمی میں ڈالنے کے لیے کہ یہ حکومت سعدلت گستر ہندوؤں کی مخالف ہے غلط ... کی افترا پردازی اور غلط بیانی سے کام لیا جا رہا ہے۔ گراں ... کے ناروا حملوں کا جواب ... سے ظاہر ہے کہ تنقیص ایسے وقت میں شروع کی گئی ہے جب پبلک کی ساری توجہ کشمیر کے ہنگامہ آرائی کی طرف مبذول ہے اس سے ان کی انتظامی ... روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے اور ...

ہندوؤں کا یہ حقیقت ہونا ہمیں سے قابل انکار ہے یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ کشمیر کے ہنگامے کے پہلے حضور نظام کی فیاضانہ اور عادلانہ طرز حکومت کے خلاف کبھی کوئی شکایت نہیں کی گئی۔

الزامات بیجا

کشمیری ہنگامہ آرائی کی ابتدا کو ایک عرصہ گزر چکا لیکن اسی وقت سے ہندو اخبارات اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ وہ حیدرآباد کی حکومت کو بُرے رنگ میں رنگ کے پیش کریں۔ انھوں نے اپنے اغراض میں کامیاب ہونے کے لیے ہر ممکن کوشش کیا ہے۔ مگر یہ جماعت برابر بے بنیاد الزامات کبھی سرسبز نہیں ہو سکتیں۔ جیسا کہ ذیل کے سطور سے ظاہر ہوگا وہ الزامات جو حکومت حیدرآباد پر عاید کیے گئے ہیں بالکل غلط ہیں۔ میں ان پروپیگنڈہ اور اُن ہندوؤں کے الزامات کو بے بنیاد اور غلط ثابت کرنے کے سلسلے میں حکومت حیدرآباد کی بیجا ستائش سے نیز اس کا اُن ہندو حکمرانوں سے مقابلہ کرنے سے پرہیز کروں گا جن کی ریاستوں میں مسلمانوں کی آبادی بہت کافی تعداد میں موجود ہے۔ میں صرف ہر الزام کے جواب میں اعداد و شمار پیش کروں گا تاکہ ناظرین اس امر کا خود فیصلہ کر سکیں کہ ان اعتراضات سے اور حقیقت سے کیا لگاؤ ہے اور یہ بھی طے کر سکیں کہ آیا حکومت حیدرآباد اپنے ہندو رعایا کے حقوق کا اس سے زیادہ بھی لحاظ کر سکتی ہے یا نہیں۔ البتہ میں یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ ناظرین، ایسا ہونا چاہیے تھا اور ایسا ہو سکتا تھا، سے بحث در نہ کیجئے بلکہ جو کچھ کہ [illegible] میں کیا جا رہا ہے اسے ملاحظہ فرمائیے۔

حکومت کی ملازمتیں

سب سے [illegible] الزام جو عاید کیا جاتا ہے وہ سرکاری ملازمتوں میں غیر مسلم اقوام کی تعداد سے متعلق ہے۔ اول تو کسی قوم کی بہبودی کے متعلق محض ملازمتوں کی کمی و زیادتی کی بنا پر فیصلہ کر دینا ناقص ہے۔ دوسرے یہ کہ غیر مسلمین کی تعداد جو ملازمت کے قابل ہیں اس کا آپ حساب سے پیش کی جاتی ہے کہ ان لوگوں کی تعداد جو حکومت کی ملازمت کے اہل ہیں حقیقت میں جتنی ہے اس سے بھی کم دکھائی دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی قوم کی بہبود کے ذرائع مثل تجارت، صنعت و حرفت اور ساہوکاری وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ ریاست کے یہ تمام پیشے غیر مسلم اقوام کے ہاتھوں میں ہیں۔

ہندو حاوی ہیں

ریاست کی تقریباً ساری تجارت ہندوؤں کے قبضے میں ہے۔ ساہوکار سب کے سب وہی ہیں اور لین دین کا سارا کام انھیں کے ہاتھوں میں ہے۔ پٹیل اور پٹواری جو دیہاتوں پر بحیثیت چھوٹے حاکم کے حکومت کرتے ہیں ہندو ہی ہیں۔ وکلا اور ڈاکٹروں کا بہت بڑا حصہ [illegible] اور معمول ہے غیر مسلم ہے۔ [illegible] ان تمام شعبوں میں کمی نہیں بلکہ زیادتی ہے اس لیے انھیں سوائے سرکاری ملازمت کرنے کے اور کوئی چارہ نہیں کیا کوئی منصف مزاج شخص ان [illegible] بہ ذریعہ معاش بھی [illegible] کر دولت کسی ذریعے سے نہیں حاصل ہوتی اجارہ کر سکتا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ ان پر یہ الزام عاید کیا جا سکتا ہے کہ وہ دوسرے ذرائع کیوں نہیں اختیار کرتے۔ مگر وہ جس طرح کے اسباب و حالات میں گھرے ہوئے ہیں ان کے لیے سوائے نوکری کے اور چارہ کار ہی کیا ہے؟ ان کو ان ساہوکاروں سے نکال دینے کے معنی انکی قومی زندگی کا خاتمہ کرنا ہے۔ ان کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہے کہ وہ تجارت کر سکیں ایسی حالت میں اگر سرکاری ملازمتیں مسلمانوں کے لیے مخصوص کر دی گئی ہوتیں تو بھی قابل اعتراض نہ ہونا چاہیے تھا لیکن ایسا نہیں کیا گیا ہے بلکہ ہندو، پارسی، عیسائی سب کو یکساں طور پر جگہیں دی جاتی ہیں۔

ایک افترا پردازی

سرکاری ملازمتوں میں غیر مسلم اقوام کا بہت کافی حصہ ہے۔ معترضین انکی تعداد کو ظاہر کرنے کے لیے ان کی آبادی کی تعداد خوب بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔ یہ الزام کہ ہندو آبادی اپنی آبادی کے لحاظ سے اور اس تناسب سے ملازمتوں میں انکی تعداد بہت کم ہے مہمل اور بے معنی ہے۔ میں سطور بالا میں ظاہر کر چکا ہوں کہ ریاست کی تجارت، صنعت و حرفت ہندوؤں کے ہاتھ ہے ساہوکار وہی ہیں اور دیہاتوں پر وہی حاوی ہیں اور سارے پیشے انھیں کے قبضے میں ہیں۔ اب صرف آبادی کے متعلق ایک امر باقی رہ گئی ہے۔ ریاست کی غیر مسلم قوموں میں سب سے بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے جو اچھوت یا پنچ ذات کہے جاتے ہیں۔ ہندوؤں سے بحث کے سلسلے میں ان کا ذکر فضول ہے اس لیے کہ وہ لوگ جو انسانی حقوق کی مبادیات بھی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں وہ انھیں اپنی قوم کی آبادی میں شمار نہیں کر سکتے۔ انکے علاوہ ہندو اعلیٰ ذاتوں میں ایک ذات [illegible] بھی ہے۔ یہ لوگ اپنا خاندانی پیشہ [illegible] کسی طرح نہیں چھوڑنا چاہتے۔

تین سو گزیٹیڈ افسر

ان اعداد سے صاف ظاہر ہے کہ ان ہندوؤں کی تعداد جو ملازمت کے مستحق ہیں یا جنھیں ملازمت کی ضرورت ہے اس تعداد سے کہیں کم ہے جس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ایسے ہندوؤں کی تعداد جن کی عمر اکیس سال سے زائد ہے تیس لاکھ کے قریب ہے ان میں سے بمشکل دو لاکھ کے قریب ایسے نکل سکیں گے جو اتنے تعلیم یافتہ ہوں کہ وہ سرکاری ملازمت کر سکیں۔ ان میں سے جتنے ملازم رکھے جاتے ہیں انکی مالی حیثیت ان لوگوں سے کہیں بہتر ہوتی ہے جو ملازمتوں کے خواہاں ہوتے ہیں۔ [illegible] تین سو سے زائد غیر مسلم گزیٹیڈ افسر موجود ہیں۔ اور تین ہزار یا جو اکثر سول اور فوجی محکموں کے چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مقرر ہیں۔ [illegible] سے زیادہ وکیل بھی اور دو ہزار ایسے ٹھیکہ دار ہیں جنھیں گورنمنٹ کی طرف سے [illegible] سالانہ سے کر پانچ ہزار سالانہ تک کے

دیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں صرف خاص میں دو سو تینتیس (۲۳۳) غیر مسلم ملازم ہیں اور جاگیر میں ان کی تعداد ۲۸۵ ہے۔

ثروت و خوشحالی کے دوسرے ذرائع

یہ تو سرکاری ملازمتوں کا حال ہوا۔ انکے علاوہ مضمون میں بہبودی و خوشحالی کے ان دوسرے ذریعوں کو ظاہر کیا جائے گا جو غیر مسلم اقوام کو اس ریاست میں حاصل ہیں۔ مثلاً کن جاگیریں کتنی ہیں منصب کتنے ہیں اور مدد معاش وغیرہ اور اوقاف وغیرہ وغیرہ کی تعداد کیا ہے۔ نیز یہ بھی دکھایا جائے گا کہ حضور نظام کی حکومت غیر مسلمین کو خاص مذہبی معاملات میں کس درجہ رواداری سے مدد دیتی ہے اور ان کے مذہبی رسوم کے ادا کرنے میں کیا سہولتیں بہم پہنچائی ہے (باقی آئندہ)

لطیفہ

ایک کنجوس سے کسی نے پوچھا کہ بتاؤ جی صاحب تمہاری بیوہ وراثت حاصل ہو جائے تو تمہیں خوشی ہوگی یا رنج یا تمہاری طرح فرد فاقہ کیا جائے تب تمہیں اطمینان ہوگا۔

کنجوس نے جواب دیا میں اپنی زندگی کے دن پورے کر چکی دو چار برس اور جیوں گی جس خدا نے کنجوس بنایا تھا اسی نے ذرا سی عمر بھی کر دی۔ ان شاء اللہ ہے کنجوس کا فرض بھی چکا ہے یہ کنجوس کنجوسی ہو جائے تو میرا دل خوش ہو۔

یہی حال آجکل کوئٹہ ہے جس کا حال لکھا ہے ایک زمانہ سے یہیں ہندو اخبار نویس ہندوستان کے اسٹریٹ کے حرکات پر نکتہ چینی کر رہے تھے جس سے ہندو بھی مشتعل ہوئے اور مسلمان بھی چنانچہ بالفعل ۲۰ قتل۔ وغیرہ سیاسی معاملات انقلابی صورت اختیار کی اور نہ غرض مذہبی اشتعال پیدا ہوگیا یعنی یہ کتب۔ مثلاً دو عالم ہوا۔ یہ کتب کے مرجعہ مصنف ہندو بھی تھے مسلمان بھی یعنی یہ کتب مسجد کا قبضہ بھی تھا اور مندر کا بھی۔ مگر افسوس کی سیاسی اختلافات مذہبی سانچے میں ڈھل گیا۔ ہمارے محترم کرسٹو فرجسٹس شیر ناتھ صاحب جج کشمیری

میں تے جب یہ فساد شروع ہوا ہم نے ان سے پوچھا کہ فساد پولیس ہے یا مذہبی تو انھوں نے فرمایا کہ پولیس ہے مگر مذہبی ہو جائے گا اور وہی ہوا۔

غور کے قابل یہ بات ہے کہ اگر کشمیر کمیشن کے ممبر (مارل اور جانی) کا کو بڑا کمال تو بھی اس سے زیادہ بڑی رہتا کہ کس غرض سے دیا جاتا ؟ کیا اسی کنجوس بھیا کی پیروی کر رہے ہیں ؟

مذکورہ بالا مضمون ایک ذمہ دار نمبر نے لکھا ہے کنجوس کے پیرو اور ہم یہ ہے اور دوسرے مضامین کو یہ سلسلہ وار لکھے جائینگے نمبر وار شائع فرمائیں۔

مفاد عامہ و منافی مفاد عامہ

جب رشتہ میں آواز بلند ہے کہ کوڈ نینس (آرڈیننس) لاریجیگی گو حکومت تمہیں تسلی کیسی ملے اس نے نوجہ کیا مفاد عامہ کی خاطر ہے۔ ہر آرڈیننس کے ساتھ ایک خاص مفاد عامہ بھی ہوا ہے جس طرح ہر شاعر کے ساتھ اس کا خاص خیالات وہ دیر آکر بھی اس بیچ شاعر کا خاص خیالات بیان بھی ہم کر سکتے ہیں کہ آرڈیننس مفاد عام مفاد عام صاحب کے رامن کی رست دہشت پھیلانی دشت تھکیا۔ بنظم از قبیہ سے بھی پیدا چند نہ ہے ہمہ ظاہر ہے کہ الاشیاء تعرف باضدادہا یعنی چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں۔ اگر کوئی نہ سمجھے تو اور مت کا اس میں یہ ہے۔ لہٰذا یہاں ہم ایک مختصر فہرست ان خیالات کی جو مفاد عام و عام سے متعلق ہیں بیان کرتے ہیں اور ساتھ ان خیالات کی بھی جو مفاد عام یا امن عام کی ضد میں لکھے دیتے ہیں۔

مفاد عام (۱) پولیس کو ایسے اختیارات دے دیا جن کے ذریعے گناہگار اور بے گناہ دونوں ایک ہی تیر کا نشانہ ہو سکیں۔

(۲) پولیس موقع جب ایک ہم میں سب ہی ننگے ہیں تو کسی کو آگے پیچھے ہٹنے کی ضرورت نہ ہوگی۔

سمن برغرض انفصال مقدمہ

مقدمہ نمبر ۱۶۹ سنہ ۱۹۳۴ء

بعدالت جناب [illegible] صاحب بہادر آنریری [illegible] منصف

[illegible] بولو ضلع [illegible] شام [illegible]

[illegible] کریگ .... مدعی

بنام

[illegible] مدعا علیہم

[illegible]

دستخط حاکم بحکم عدالت

مہر عدالت

سمن برغرض انفصال مقدمہ

[illegible]

بعدالت تحصیلدار صاحب تحصیل [illegible]

[illegible]

دستخط حاکم بحکم عدالت

مہر عدالت

[illegible]

گناہ دو ہو تو بخشش نصف۔ سوم ہو تو آدھ فضول۔ بیاری ضرور آڑا کا فضول۔ ہوم سعل کا اعجب کہ ملے گا جب عسرت اور ایذا پہنچے گی ہے

تنگ جیل میں ملکی نہیں فرک ہے
سکے گرٹے میں آسانوں میں پہنچے ہیں

پس بیگناہ کا جیل خانے جانا یا لاٹھیوں کی چوٹیں کھانا مستحق کرم و بخشش بنانا ہے۔ اور کوئی شک نہیں کہ یہ تیسیہ مفاد عام و عوام سے متعلق ہے۔ عوام کو ہرگز پسند نہیں کہ اس قید کرم کا بے واسطے وجہ اپنا خیال کر کے وہ بھی حضرت ہمہ تو بیگناہ ہیں ہماری چند یا پر مشق جفا کیجئے گو کل جا بجا کیا روزی و آسائش حکومت میں خلل ڈالیں۔ نہ مجرم عوام ہیں کہ انکی مکافات فضول کا حق ہم پہنچانے کر دی حمایت میں یہ شعر پڑھیں ہے

[illegible]

بجرم عشق تو کشتی مرا شنوری سلام
گناہ نہ بیچارہ مافر حبیب میرا

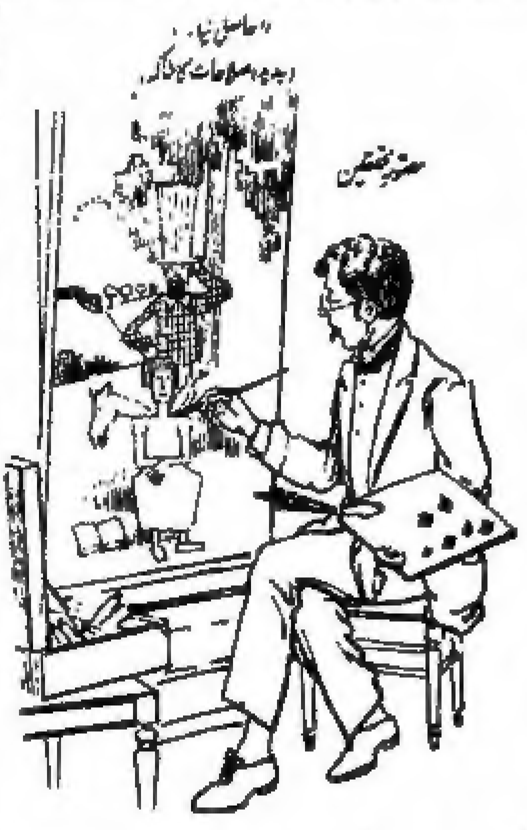
اسلئے کہ ہے

باطل است آنچہ مدعی گوید

(۳) ان تقریرات کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ آزادی کے دلدادہ بارونا کی ہو جائیگی۔ چند ہی دنوں کی ...

جینا بھی تو مفاد عام کے خلاف ہے۔

نقل ہے کہ ایک فرمادار پادری کسی انگریز کے یہاں سلام کو گئی تھا جسے کا وقت تھا حضور نوش فرما رہے تھے کہ ہم سے پوچھیں ان کی صلاح کی گئی ہم آؤ ہاڑ جان کھانا کھائیں گے بولا باہر نوکر سے ماش کی دال اور لشن کی چٹنی اور آدمی تنوری کھا کے آئے ہیں انھوں نے ہی کہا کہ حضور



کیا بار مردوں کے سر پر کچھ عورتوں کے کندھوں پر بٹھا دیا ہے

دراصل ڈونیشن سٹیٹس"

میں تو کھانا کھا کے آئی ہوں۔

"ہاں! کیا کھایا تھا؟"

"اے حضور طرعیبل کی غذا ہی کیا؟

"کچھ تو بیان کرو۔"

"نواب شکر صاحب نے زعفرانی پیا تھا۔ اور شیرو گلگل قیمے نہیلی کے کباب۔ گوہیں پلاؤ اور گیلانی خفا تھا ہی کھایا تھا"

رئیس صاحب کے دل میں تھے کیوں ان کے دسترخوان پر یہ نعمتیں اسوقت نہ تھیں۔ خیر شوری صاحب بھی معلوم ہوا جاتا ہے تو شگلیاں بڑھ گیا تھا۔ دو چار تکیاں پر کوئی کلوری میں جبکیں اور اپنے اٹھ سے ایک بونا کے غنچہ دہن میں رکھ دی۔ تھوڑی دیر کے بعد آکے تھڑے اور تنوری کے دور چاول۔ ماش کی روٹی کے اور پیاز لہسن کی خوشبو چٹنی کی آمیزش غرضکہ تمام چیزیں ایک اصفہانی آتی کے ساتھ جو بکرے کی بو لی ہے شامل تھیں۔ لوں پڑھیں۔ اور اب تب نے آواز دیکے فرمائے کیسے تو بہت لگی تھا۔ معاذ اللہ یہی تھی زعفران؟ اور تمہی جو تو ناطل مشک کی آرہی ہے"

ہندوستانیوں میں ایسے بھی ہیں جو دعوے کرتے ہیں کہ ہم وفادار ہیں ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم وطن کے پرستار ہیں نے کہا ہے اور ہمارا ایکے ہضم کرنے کی پوری استعداد رکھتا ہے بیک پر کس سے آ اور ولایت میں ٹکراؤ ہوا ہے وفاداروں کا سودا تھا پرکر رکھ کر پیٹ میں کیا ہے۔

دلیل دعوے قرآن میں ایک آیت ہے جسکا ترجمہ ہے "کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ زبان سے ایمان کا اقرار کرتے ہی چھوڑ دیے جائینگے اور آزمائے نہ جائیں گے"

پس خصوصاً اہل اسلام ہند اور عموماً اہل عقل اس امتحان و اختیار کو غیر صحیح قرار نہیں دے سکتے۔ سرکار اور پولیس کا سا قدرت کے امتحان دینگے اور جو وفاداری کی طاقت کا ثبوت پیش کرینگے وہ وفاداری ثابت نہیں کرتے۔ جس طرح آگ بھی بوالہوس کی شرم ان کا یہ اعتقاد ہے جو گرا دیتے گیا اصل ہے بوالہوس کی شرم ہو جاتے کہ امتحان ہوا



"امی سے تو وہ (نسل) بڑھا میری بطخ"

"یہ صفر ہے انڈا نہیں۔ اسے کیونکر سیوں"



نوٹ: ۱۲ فروری کا پرچہ بوجہ تعطیل کے نہیں شائع ہوا ہے۔ خریدار احباب مطلع رہیں

[illegible]

وہ بھاگ گئے اور دوسری طرف والے نقلیں بجا گئیں
اور اخبار سرکاری پر بات کھل جائے۔

(۳) جیسے دماغ عشق ہے اس پر ذہنیت کا جا
چکا سکتا ہے۔

(۴) مفاد عام ہے وجودی اور خود مختارانہ
ہے معنی یہ عدم وجود کی خواہش رکھتا ہوا ہے
عدم ہی خیال کرتا ہے پس جب کہ تقاضائے ذاتی
کا سودا سر میں ہے مفاد عام کو ضرر پہنچ جائیگا۔
خود مختاری مراد ہے جو ذاتی آزادی کی ذاتی
آزادی کو خیال اور آسائش کی چادر کے بے
آگے کا رکھا ہے۔ کہہ بیٹھے ؎
کہ دماغ کو سمیٹنے نے خود تباہی تو کب آ جاتا
و ذلیل ہو جاتی۔

زور فن تھا لیکن شاید وہ مقدور نظر
ہر گیس دراز سیاہ بردہ طلبہ خواں

(۵) ایک شاعر کہتا ہے ؎
اسیر تجربہ حد حباب کر کے مجھے

کہاں گیا مرا بچپن خراب کر کے مجھے

یہ حضرت بھی شاعر ۔ شاعر ہوتا ہی نہیں جب تک
عاشق نہ ہو بالغ ہونے کی حالت میں جب عقل
مکمل نہیں ہوتی اسی طرح حماقت یعنی عشق میں
بھی پختگی نہیں آتی۔ پس یہ جب تک بچے تھے
اچھے تھے۔ شباب آیا اور شامت اپنے ساتھ لایا۔
جاہل اور عاقل والدین کا قاعدہ ہے کہ اولاد کو
جوانی کی مصیبت کا مقابلہ کرنے کے پہلے ہی
سے آمادہ کر لیتے ہیں۔

بیعت نابالغ ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر
بعد البلوغ والدین ہے اس میں بھی کوئی کلام نہیں تو درگذر
کر رنگ شباب سمجھتے ہیں یہ بھی ظاہر ہے۔ شباب
جو آ جانا تھا ۔ اور نیچ سے جوانی نہیں جیسا کہ
یہ مفاد عام کے خلاف ہے ز نیا بھر کو زندگی کی بجائے
سونا ہوا ہے۔ اگر فطرت کے تقاضے سے جوانی دیوانی
کا دور نا گزیر ہے تو شباب کی تکمیل میں بچپنے کی
مشق بھی لازمی ہے۔ ورنہ مفاد عام فوت ہو جائیگا
و ذلیل ہو جائے گا۔ یہ بھی باتوں میں دلیل عرض ہوتی
ہے اور عرض میں دلیل ۔ تمام ترقی اور حشر میں
تکلیفیں بلوغ کے بعد شروع ہوتی ہیں پس یہ بھی
بات ہے کہ تکلیفات میں بھی مفاد عام کے منافی ہے
رتبع و طول مقدور ۔ ترجمہ کے بعض مقامات پر لفظ
بیٹے کی جگہ باپ کر دو تو انگلستان پڑھی رہ جائیں گی ۔ اخبارات
کے خلاف یا مفاد عام کے منافی ہے ہو گر نہیں یعنی
کہا جاتا ہو سکتی شورش بکثیر تحریکیں ہیں قبل از
بلوغ شریک ہوئے۔ اور جب بزرگوار نے انہیں
روکا نہیں۔ اسکے علاوہ خود چند بزرگوں کا تو نہ
بھی مسلم نہیں کیوں انہوں نے اپنے بچپن سے پیشتر
ایسا کہہ جانا چاہا ہو ؎

شیطان میں جنیاں عطا آئی اس پر
شیخ بھی وصیتی بتقسیم

کے اعتراض سچ کہ ہو کر سمجھ جب چیزیں ایسی
چوبی سے نرالا مردہ میں بڑے میاں جو جنگ
تک ملنے کی بجائے بے انصافی ہوتا جیسے پیٹ میں
پڑ دھی سے سامنے آسکا باپ یہ بیٹے میں فرق

ہی گیا ہے جب ایک دوسرے کی میراث پا جاتا ہے
تو سزا میں بھی بقاعدہ میراث شرکت ہو سکتی ہے۔

• بیٹھا بیٹھا شرپ کو ملا کر دو تو یہ بالکل خلاف عقل
اور منافی مفاد عام ہے۔

اسمیں جلیس ذکر بعد ادائیگی کوئی تعریف نہیں
کی جا سکتی شاعر کہہ گیا ہے ؎

لڑکی وہ جو لڑکیوں میں کھیلے
نہ کہ لونڈوں کے ساتھ ڈنڈ پیلے

پرانے دستور کے مطابق لڑکیاں بیکلنگ کا ساہیب
دوسرے کام نہیں کر سکتیں اور یہی حال مدارس کے
اساتذہ کا ہے خواہ وہ استاد ہوں یا استانیاں
ان کا فرض ہے کہ اپنے نابالغ شاگردوں کو قبل از وقت
شباب جلد خراب کی منزلوں سے دور رکھیں لہٰذا ہر
شاگرد کے تیار ہو جانے میں ایک وقت یک شاگرد
جو شرف پر رہتا ہے اس کی گردن پر بھی سوار رہیں
اور دوسرے شاگرد کی گردن پر بھی ہو منسوب ہیں
رہتا ہے۔ اگر وہ اس حال پر قائم نہیں رہ سکتے تو عہدۂ
استادی کے بھی اہل نہیں۔ پس یہ حکم کہ تمام بانڈ
ان شاگردوں کی نگرانی کریں اور اسے اپنے ذمہ میں
شباب کے خون کی گردش نہ ہونے دیں بالکل منافی
مفاد عام ہے۔ علی ہذا القیاس جلالی ترجمہ بھی
اخبار نویسوں کی جماعت زیادہ قابل عتاب ہے
ایسی حالت میں جبکہ ہر مظلوم کی تجویز یہ چیزیں
جب مزاج ہے ہرگز عمل یا ذخیرہ الفاظ مضامین کو
نہیں سکتے۔ اگر وہ ایسا کریں تو یقیناً مفاد عام
کے خلاف ہوگا۔

لوی ستارہ نہیں کہ مدبر بالغ ہو گئے ہیں ان کی
باتوں پر ہندوستانی نا بالغوں کو متوجہ ہونا منافی
مفاد عام ہے مثلاً مسٹر طیلیسی وغیرہ کو حکومت
ہند کی جھڑکیاں دیتے رہتے ہیں یا دیگر دو بالغ
اخبار نویس حکومت ہند کے رویہ پر آنسو بہاتے
آوازے کستے رہتے ہیں ان کے اشارات قیاس
سے واقف ہیں۔

حکومت عہد خلیفہ ہارون الرشید کے ساتھ خلل
۔۔ نابالغ کا ذکر ہے ذکر ہیں ادا حق اطفال پر نام

حسن بنا بر انفصال مقدمہ

(آرڈر ۵ قاعدہ ۲۰)

نمبر مقدمہ ۔۔۔ سنہ ۱۹۳۴ء

عدالت منصفی ۔۔۔

[illegible]

بنام

[illegible]

[illegible]

زیر دستخط ہمارے و مہر عدالت کے آج بتاریخ
۔۔ فروری سنہ ۱۹۳۵ء کو جاری کیا گیا۔

دستخط حاکم عدالت

چنانچہ حکایت ہے کہ مشہور محدث ترمذی خلیفہ مامون کے استاد اور سب سے پیارے اتالیق تھے۔ ایک روز ترمذی صاحب پڑھانے آئے تو صاحبزادے مکتب سے غیر حاضر تھے۔ آدمی پر آدمی غلام پر غلام بھیجا کہ تشریف لائیے مگر وہ کھیل کود میں مصروف تھے۔ ترمذی نے جوہری سے کہا ... ایسے ہیں ہی صاحبزادے کھیل کود میں خراب ہو گئے اور بدنامی ہوگی میری۔ جوہری نے تائید کی اور کہا جب آپ چلے جاتے ہیں تو صاحبزادے نوکروں چاکروں کا ناک میں دم کر دیتے ہیں۔ بادشاہ کا بچہ ہے کس کی مجال ہے ... بڑی دیر کے بعد جب صاحبزادے محل سے برآمد ہوئے تو استاد نے ان کے سامنے کوڑے رسید کیے۔ تھوڑی ہی ختم ہوئی تھی کہ سامنے سے جعفر برمکی کو آتے دیکھا۔ ترمذی صاحب کی جان سوکھ گئی مگر مامون الرشید نے فوراً رومال سے آنسو پونچھے کپڑے درست کر کے چپ چاپ بیٹھ گئے گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

جعفر برمکی تو خلیفہ مامون کے دربار میں چلے گئے اور استاد نے صاحبزادے کی چھٹی (دو طعام) شروع کی ... باتوں سے ... تعلیم کا وقت ختم ہوا۔ مامون نے سواری طلب کی۔ استاد نے چپکے سے کہا صاحبزادے جعفر برمکی کو اس واقعہ کی اطلاع نہ ہونے پائے ورنہ میری شامت آ جائے گی۔ مامون رشید نے فرمایا کہ استاد بھلا یہ آپ کے فرمانے کی بات ہے۔ میں تو کبھی ابا جان کو بھی اس حال سے مطلع نہ کروں گا۔ میں واقف ہوں کہ لڑکوں کو تادیب کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپ مطمئن رہیے ... سو برس بھی آپ یوں ہی درست کیجیے تب بھی میں آپ کی شکایت نہ کروں گا۔

دیکھا آپ نے ایسے ہوتے ہیں قابل اور ہونہار بچے۔ اطفال ہند میں اگر ایسے عمدہ خصائل سے شغف کوئی بچہ نظر آتا ہے تو وہ خلیفہ ... خلیفہ ... حاجی شوکت علی صاحب ہیں ان کی ہدایت ہے مسلمانوں کو خصوصاً اور ہندوؤں کو ... عمل کرنا چاہیے وہ ... کرتے ہیں ... اگر ہم کچھ ... وعدہ ... قبول کر ...

آنریبل جسٹس کے سامنے کچھ ایسی مطالبات پیش ... مطالبات منظور ہو جائیں گے۔ اگرچہ اس قول کا مطلب ... دلالت کرتا ہے جیسے اگر ہم ... ہمارے مسلمانوں کی ایک جماعت بھی منظور ... ہو جائے انگریزوں سے ہماری کھلی جنگ ہے مگر قول ... کے ... پر عمل ہوگا ... جائے وہ۔

شکر ہے کہ ترمذی وقت ... حکومت ... خلیفہ صاحب کو ... تاریخ زمانہ ... دو لاکھ ... گیا۔ حاجی شوکت بھی اصول ... کی طرح ... وغیرہ ... اور ... کی قدر و قیمت سے واقف ہو گئے۔

"اول ما آخر نیست دارد"

خداوند ... خلیفہ زمانہ حاجی شوکت علی صاحب کو ... بھی کر دے اور جلد وہ کسی اسلامی ... حکومت کے خلیفہ بن جائیں۔ آمین

(باقی آئندہ)

راقم ...

...

پیچ۔ ایک میاں تھے بی بی کے عاشق۔ عشق کی بدولت دن بھر بی بی کی صورت دیکھنے سے مہلت نہ ملتی تھی۔ اس کے ساتھ ہی طبیعت کے ... اور ... کے بیمار تھے۔ ... گال اور چہرے کے ... بسر اوقات ہوتی۔ بھلا چیزوں سے کہیں پیٹ بھرتا ہے! آخر بی بی نے ... میاں کو ... کی ... اور ... کی دھوپ کھانے سے روکا اور نوکری پر مجبور کیا۔ اتفاق سے کہیں نوکری ... آپ جانیے یہ حضرت ... سپاہی تھے ... سے پہلا نام لکھا دیا۔ دوسرے دن ... جانے لگی۔ بی بی ... کا ... باندھا ... کرنے لگیں اور ... میاں سپاہی کی ... باہر جاتے تھے یا اندر چلے اور فرمایا۔

"بی بی۔ یہی باتیں تو مجھے سبب سے پچھتاتی ہیں۔"

جو مسلمان ہمارے حاجی صاحب پر عاشق ہیں وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ "وہ ... تمہاری ہی باتیں تو جلد ... ہم ... پلٹ آئے۔"

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے
اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لیے

ڈاک کا محصول تو گئے ہاتھوں دیجیے

بعض ... انہوں نے ڈاک خانے کے افسر کو لکھا "کیوں صاحب آپ یہ خراب ... تقسیم ہی کیوں کرتے ہیں؟"

افسر نے جواب دیا "ٹکٹ جس پر لگا ہو ... جو کچھ بھیجا گیا ہو ہم لوگ اسے تقسیم کرنے پر مجبور ہیں۔ مگر ایک بات آپ سے کہیں؟ ... آپ تو پیکٹ ... آپ کو مل ہی گیا۔ بھیجنے والے نے محصول کم ادا کیا ہے لہذا اپنے ہاتھ سے مزید محصول تو عنایت کر دیجیے۔" ×

اسپر ... "... کھیتی کریں" ...

دوسرے نے کہا "چپ" ۔

"... یہ ... کیسا؟"

"ہم نے ..."

"ہماری اجازت کے بغیر؟"

بات بڑھ گئی ... پولیس والے نے ... کھیتی کا ... محصول وصول کر لیا۔ سرکاری لگان دیے بغیر کھیتی کرتے ہو۔ بات تمہارے کی۔"

فوائد ایجنسی اودھ پنچ

[illegible] کرنا ہوگا۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] کی ایجنسی [illegible] کی جائے گی۔

(۳) بحساب [illegible] آنہ فی پرچہ [illegible] کمیشن [illegible] صاحب کو دیا جائے گا۔

کسی حالت میں بھی [illegible] پرچے واپس نہ لیے جائیں گے

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شاہی سرمہ

(تیار کردہ [illegible] صاحب)

[illegible]

کیلاش بہاری سنہا بی اے۔ ۸۰ ۔ سوامی نگر دیال باغ آگرہ

[illegible] کو آرسی کیا ہے؟

اگر آپ [illegible] دواؤں [illegible] کے ہاتھوں [illegible] مایوس ہو چکے ہیں اور اس عالم یاس میں [illegible] حاصل کرنا [illegible] تو ایک کارڈ لکھ کر دواخانہ [illegible] کی جدید فہرست طلب کر کے فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے۔ تمام خط و کتابت صیغۂ راز میں رہتی ہے۔

المشتہر۔ دواخانہ [illegible] لکھنؤ

حیات نسواں

[illegible]

[illegible] ۔ اتحاد بک ڈپو [illegible] مراد آباد

غذائے روح

معارف النغمات

یعنے

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُر دکھ سنوار کے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنے

تان سین کے عہد سے لے کر زمانہ حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی سُر پلٹے دھرپد ہوری کا ذخیرہ کتاب میں دیا گیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار میں سے ہیں راگوں کی دھرپد و ہوریاں اس کتاب میں آپ نے نقل کی گئی ہیں بلحاظ کلام اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت صفائی سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نازش آپ کو اس کتاب میں ملیگا مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لیکے اس کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایہ ناز اسمیں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک بہر حال ذمہ خریدار۔ المشتہر منیجر اودھ پنچ لکھنؤ